خلاصہ کتاب

# اہلِ حل وعقد

## اوصاف اور ذمہ داریاں

پروفیسر سیاست شرعی
جامعہ محمد بن سعود الاسلامیہ
ریاض، سعودی عرب

11-06-2013

## بسم الله الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول ﷺ کی بات مانو' اور ان لوگوں کی بھی جو تم میں سے حکمران ہوں۔ پھر اگر کسی چیز میں تم باہم جھگڑ پڑو تو اس کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو' اگر تم روزِ آخرت پر یقین رکھتے ہو۔ یہ بہتر بات بھی ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی اچھی ہے''۔

اسلامی نظام میں اہلِ حل وعقد بڑا ہی بااختیار پالیسی ساز اور فیصلہ کن ادارہ ہوتا ہے' جو علم فقہ کی رو سے مخلص' سمجھدار اور قابلِ اعتماد علماء اور سرکردہ افراد پر مشتمل ہوتا ہے۔ اہلِ حل وعقد کی اصل ذمہ داری امت کے بااختیار اور قابلِ اعتماد نمائندہ کی حیثیت سے مسلمانوں کے سربراہ کا تعین اور معزولی ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقی قیادت ہوتی ہے جو شریعت اسلامی کے مطابق مناسب حکمتِ عملی وضع کر سکتی ہے۔

امتِ اسلامیہ کے یہ بااختیار نمائندے امام ابویعلی الفراء اور دیگر فقہاء کے اقوال کے مطابق درج ذیل غیر معمولی اوصاف کے حامل ہوتے ہیں۔

1- عدل و پاکبازی (خداخوفی اور دیانتداری)

2- علم (جو اس کو صحیح سربراہ کے انتخاب و تعین کے قابل بنائے)

3- حکمت و دانائی

4- صاحبِ شوکت ہونا (مؤثر اور طاقتور ہونا)

رسول اللہ ﷺ آخری پیغمبر ہیں۔ آپ ﷺ کا لایا ہوا دین آخری اور مکمل نظامِ حیات ہے۔ جو سیاسی پہلو سمیت زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط ہے۔ آپ ﷺ خود رسول بھی تھے اور حکمران سربراہ کار بھی' مذکورہ بالا آیات قرآنی میں اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا ہے کہ مسلمانوں کو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنی ہے' پھر رسول ﷺ کی اور اس کے بعد جو انہی میں ان کے معاملات کے حکمران ٹھہرائے جائیں۔ اس آیت اور اس طرح کے دیگر دلائل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امتِ مسلمہ کا ایک امام یا سربراہ کار ہونا چاہئے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ہدایت کے مطابق ان کے درمیان زندگی کا نظم و نسق چلائے۔ بعض مفسرین کے مطابق اس آیت میں (اولوالامر) کے مصداق اہلِ حل وعقد ہی ہیں۔ جن سے مراد امت کے صفِ اول کے راہنما اور علماء ہیں' بہرحال جب سربراہ کار شریعت کے مطابق زندگی کے معاملات میں فیصلے نہ کر رہا ہو اہلِ حل وعقد ہی اس بات کے ذمہ دار ٹھہرتے ہیں کہ امت کے معاملات اپنے ہاتھ میں لیں اور مناسب سربراہ کا تعین کریں یہی فقہاء کی رائے ہے۔ نیز ان کے خیال میں امت کے ذمہ واجب یا فرض کفایہ ہے کہ ایک سربراہ کا تعین کریں۔ جبکہ اہلِ حل وعقد کے حق میں امام کا تعین فرضِ عین ہے۔

یہ نظام اہلِ حل وعقد خلفائے راشدین کی سنت کے مطابق اسلام کے سیاسی نظام کی بنیاد ہے لیکن بعض فقہی کتب میں اس سے پہلو تہی کی گئی ہے کیونکہ یہ اموی' عباسی اور عثمانی خلافت کے حکمرانوں میں سے کسی کو پسند نہیں تھا کہ وہ اپنے اوپر کسی بھی برتر نگران ادارے کو برداشت کر لیتے۔ ان کو تو مجلسِ شوریٰ جیسے ادارے ہی مناسب تھے جو ان کی نظر میں اہلِ حل وعقد کی طرح ان کو پابند کرنے والے نہ تھے۔ افغان مجاہدین کی وہ واحد حکومت تھی جنہوں نے 93-1992 میں روسی حکومت پر فتح حاصل کرنے کے بعد اس ادارے کو صحیح مقام دیا۔ اگرچہ وہ بھی باہمی تصادم کی وجہ سے پروان نہ چڑھ سکا۔ یہ بھی حیرت کی بات ہے کہ موجودہ دور کے فقہاء اور محققین نے بھی اہلِ حل وعقد کے تصور کو واضح کرنے پر توجہ نہ دی۔ اور نہ اس موضوع پر تحقیق کا حق ادا کیا' نہ ہی امت کی عملی زندگی میں اس کو منطبق کرنے کی کوشش کی۔ سوائے مصر کے ڈاکٹر صلاح الصاوی کے جنہوں نے اس پر قدرے کام کیا یا سعودی عرب کے ڈاکٹر عبداللہ الطریقی جو جامعہ اسلامیہ امام محمد بن سعود ریاض کے ہائر جوڈیشل انسٹی ٹیوٹ کے شعبۂ سیاسیات و شریعت میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری لے چکے ہیں۔ انہوں نے اس موضوع پر تفصیل سے لکھا اور بھرپور تجزیہ کیا۔ اس موضوع پر ان کی نہایت عمدہ تحریر کردہ کتاب امتِ مسلمہ کے مسائل سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے پڑھنے کے قابل ہے۔ اس کا نام **"اھل الحل و العقد"** ہے۔ یہ عربی زبان میں درمیانے سائز کی **226** صفحات پر مشتمل ہے اور اس کے موضوعات/مضامین مندرجہ ذیل ہیں۔

1- اہلِ حل وعقد کا تصور اور مفہوم

2- ان کے القاب و اوصاف

3- ان کی شناخت اور تعین

4- امت میں ان کا مقام

5- ان کی ذمہ داریاں اور ان کی انجام دہی کا طریقۂ کار

6- ان کی تعداد

7- ان کی اطاعت

-8 ڈیموکریسی (جمہوریت) سے اس نظام کا موازنہ

## فصل اول

# اہلِ حل وعقد کا تصور اور مفہوم

اہلِ حل وعقد کی اصطلاح اصول فقہ کے ماہرین یا سیاستِ شرعیہ اور احکامِ سلطانیہ یعنی اسلام کے سیاسی علوم کے فقہاء نے استعمال کی ہے۔ یہ اصطلاح خلفائے راشدین کی سیاسی زندگی سے ماخوذ ہے۔ اولوالامر، علماء، اہلِ اجتہاد، اہلِ شوریٰ، قوت وعہدے والے (اہلِ شوکت) اصحاب عقل ودانش اور اس طرح کے دیگر الفاظ ان کیلئے استعمال ہوئے ہیں۔ مگر اس سنت سے مراد اہلِ حل و عقد یعنی اربابِ بست وکشاد ہی ہیں۔

شیخ الطریقی اہلِ شوریٰ اور اہلِ حل وعقد کے درمیان اس طرح موازنہ کرتے ہیں:

- ☆ اہلِ شوریٰ سے جب امام طلب کرے تو وہ مشورہ دیتے ہیں جبکہ اہلِ حل وعقد امام (حکمران) کا تعین کرتے ہیں۔
- ☆ اہلِ شوریٰ صرف اہلِ علم سمجھے جاتے ہیں جبکہ اہلِ حل وعقد اہلِ علم ہونے کے ساتھ ساتھ طاقتور اور مؤثر لوگ بھی ہوتے ہیں۔

## فصل دوئم

# ان کے اوصاف (شرائط اہلیت)

اکثر فقہاء نے اہلِ حل وعقد کے جو بنیادی اوصاف یا شرائطِ اہلیت ذکر کئے ہیں وہ تو بیان ہو چکے ہیں۔ ڈاکٹر طریقی کی رائے میں ان کی تقسیم اس طرح ہے۔

-1 بنیادی اور لازمی شرط

-2 اضافی اور تکمیلی شرائط

## 1- بنیادی شرائطِ اہلیت

۱۔عقل وبلوغ: یہ شریعت کے تمام احکام کیلئے بنیادی شرط ہے۔ اس سے مراد جسمانی صلاحیت میدانوں میں کسی شخص کی کم از کم صلاحیت ہے۔

۲۔اسلام: کوئی غیر مسلم (اسلامی تصورات کا منکر) اہلِ حل وعقد میں سے نہیں ہوسکتا۔

۳۔عدل (دیانت داری): اس سے مراد خدا خوفی اور دیانت داری ہے، اسی وصف کے حاملین سے صاف ستھرے اور غیر جانبدار فیصلوں اور افعال واقوال کی توقع رکھی جاسکتی ہے، جو امت کے افراد کی زندگیوں پر حاوی ہو۔

۴۔علم: کم از کم جو کسی بھی اسلامی ریاست کا نظام والوں کیلئے ضروری ہو۔

۵۔رائے وحکمت: اصابت رائے یعنی دانشمندی

۶۔شوکت ودبدبہ: مقتدر ومؤثر افراد

۷۔ذکورہ (مرد ہونا): چونکہ شریعت میں اہم کلیدی عہدے مردوں ہی کے سپرد کیے جاسکتے ہیں۔ خواتین کو مخصوص میدانِ عمل دیا گیا ہے۔ لہٰذا اہلِ حل وعقد کا انتخاب مردوں میں سے ہی ہوگا۔

## 2- اضافی وتکمیلی اوصاف وشرائط

یہ شرائط اگر اہلِ حل وعقد میں پائی جائیں تو زیادہ بہتر نتائج پیدا ہوسکتے ہیں۔

۱۔اجتہاد: اس سے مراد اسلامی احکام کے بارے میں مکمل علم اور جدید ونو وارد امورِ زندگی کیلئے اسلام کی روشنی میں احکام وضع کرنے کی صلاحیت کا ہونا ہے۔

۲۔تجربہ: اہلِ حل وعقد کا تجربہ کار ہونا، امت کے نزدیک زیادہ قابلِ اعتماد ہونے کی نشانی ہے۔

۳۔شہریت: اہلِ حل وعقد کا اسلامی ریاست (دارلاسلام) کا شہری ہونا ضروری ہے۔

۴۔تقویٰ: منکرات وممنوعات سے باز رہنا اور معروفات کا پابند ہونا ضروری ہے۔

## فصل سوئم

# ان کا تعین کون کرے گا؟

فقہاء کے نزدیک اہلِ حل وعقد کے تعین کے بارے میں مختلف آراء ہیں کہ ان کی نامزدگی امام (سربراہِ کار) کرے گا۔ یا لوگ ان کو منتخب کریں گے یا مسلمان ان کی نشاندہی کریں گے۔ ڈاکٹر الطریقی کے خیال میں قابلِ اعتماد علمائے کرام چند دیگر اہل اور با اعتماد شخصیات کے تعاون سے نامزدگی کا کام کریں گے۔

## فصل چہارم

# امت میں ان کا مقام

ڈاکٹر الطریقی اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ اہلِ حل وعقد امت کے بالواسطہ یا بلاواسطہ نمائندے ہیں لیکن چونکہ وہ بااختیار اور ذمہ دار لوگ ہیں لہٰذا امت کو مذکورہ آیت قرآنیہ کی روشنی میں ان کی اطاعت کرنی چاہیے اس کے باوجود لوگوں کو اپنی تجاویز ومشوروں سے بطور نمائندہ انہیں آگاہ کرنا چاہیے' ساتھ ہی امت کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اہلِ حل وعقد کے ساتھ اپنے فرائض بجالانے میں مکمل تعاون کرے۔

## فصل پنجم

# اہلِ حل وعقد کی ذمہ داریاں اور ان کو ادا کرنے کا طریقۂ کار

ڈاکٹر الطریقی کے خیال میں اہلِ حل وعقد سیاسی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ اجتماعی اور علمی ذمہ داریاں بھی رکھتے ہیں اور امام کی عدم موجودگی میں دیگر کچھ خصوصی ذمہ داریاں بھی رکھتے ہیں:

### علمی ذمہ داریاں:

- ☆ فقہی نقطۂ نظر سے مسلمانوں کے عام معاملات کا جائزہ اور ان کے بارے میں بالخصوص ہنگامی امور میں شرعی حکم یا فتوے کا اجراء
- ☆ اسلامی شریعت کی روشنی میں ریاستی نظام کے لیے قوانین وضوابط کا اجراء
- ☆ اسلام کے بارے میں مختلف غلط فہمیوں کے ازالے کا انتظام

### اجتماعی ذمہ داریاں:

- ☆ امر بالمعروف ونہی عن المنکر یعنی نیکیوں کو پروان چڑھانا اور برائیوں کا قلع قمع کرنا' یہ امتِ اسلامی کا امتیازی وصف ہے
- ☆ امتِ مسلمہ کے متنازعہ فریقین اور گروہوں کے درمیان صلح کروانا

### سیاسی ذمہ داریاں:

۱۔امام کی نامزدگی وتعین: ایک بااختیار ادارہ اور امت کے نمائندہ ہونے کی حیثیت سے صالح ترین اور بہترین شخص کو امامت (سربراہِ ریاست) کیلئے نامزد کرنا۔

۲۔بیعت: امت اور امام کے درمیان شریعت کی روشنی میں تمام باہمی معاملات نمٹانے کا معاہدہ۔

۳۔امام کی معزولی: یہ اہلِ حل وعقد کی سب سے اہم اور مشکل ذمہ داری ہے۔ یہ شریعت سے صرف نظر کرنے یا کسی بھی وجہ سے نااہلی کی صورت میں امام کی معزولی۔ (فقہاء نے نااہلی کی صورت میں اس پر تفصیلی گفتگو کی ہے)۔

۴۔امام کو نصیحت اور اس کی خیرخواہی: پوری امت کی ذمہ داری ہے کہ امام کو کسی کوتاہی پر اس کی تنبیہ کرے' اور خیرخواہی کے جذبے سے نصیحت کرے۔ لیکن اہلِ حل وعقد امت کے نمائندہ ہونے کے لحاظ سے اس کے زیادہ ذمہ دار ہیں۔

☆ امام کی عدم موجودگی یا نااہلی کی صورت میں ذمہ داریاں:

مذکورہ بالا ذمہ داریوں کے ساتھ

......امت کے معاملات کو کس طرح چلایا جائے

......حدود وتعزیرات کا نظام

......امامِ وقت کا تعین

......دیگر ذمہ داریاں

## فصل ششم

# اہلِ حل وعقد کی تعداد

اہلِ حل وعقد کی اکثریتی رائے سے امام کا تعین ہوسکتا ہے۔ان کی تعداد کا تعین موقع ومحل کے لحاظ سے ممکن ہے۔

## فصل ہفتم

# اہلِ حل وعقد کی اطاعت

اہلِ حل وعقد امت کے نمائندہ ہیں لہٰذا امام کی عدم موجودگی اور شریعت کے نفاذ کی صورت میں امت اور اہلِ حل وعقد کی اطاعت کرنی ہوگی۔البتہ امام اور اہلِ حل وعقد کے درمیان امت اور ریاست کے معاملات کو صحیح طرز پر چلانے کیلئے مناسب تعلقاتِ کار کا ہونا ضروری ہے۔

## فصل ہشتم

# جمہوری نظام کے ساتھ موازنہ

اہم نکات درج ذیل ہیں:

۱۔ارباب حل وعقد کا مسلمان اور متقی ہونا ضروری ہے جبکہ جمہوری نظام میں یہ صفات لازمی نہیں۔

۲۔ارباب حل وعقد کے پاس شریعت کا کم از کم اور لازمی علم ضروری ہے۔اس کے برعکس ممبران پارلیمنٹ کیلئے ان کے ہاں علمِ شریعت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ صاحبِ علم ہونا ہی ضروری نہیں۔

۳۔ارباب حل وعقد اپنے سلوک اور فیصلوں میں شریعت کے احکام کے پابند ہوتے ہیں جبکہ جمہوری نظام کے ممبرانِ پارلیمنٹ اپنے طے کردہ اصولوں اور فیصلوں کے پابند ہوتے ہیں۔ اور اس روشنی میں قانون اور دستور بھی وضع کرتے ہیں۔

۴۔ارباب حل وعقد کا نظام بنیادی طور پر اسلام کی روشنی میں اخوت،اتفاق،ہمدردی اور باہمی تعاون کے جذبات پر قائم ہوتا ہے۔جبکہ جمہوری نظام میں پارٹی بازی اور باہمی مسابقت کا جذبہ کارفرما ہوتا ہے۔

۵۔اہلِ حل وعقد کا نظام اپنی سیاسی اور اجتماعی میدانوں میں اسلامی ہے جبکہ پارلیمانی نظام بنیادی طور پر سیکولر (لادینی) نظریہ پر قائم ہے جس کا اپنا سیاسی اور اجتماعی ایجنڈا ہے۔

۶۔جمہوری نظاموں میں انتخابات کے ڈراموں میں صرف بارسوخ اور سرمایہ دار لوگ ہی کامیاب ہوتے ہیں جبکہ اہلِ حل وعقد کے نظام میں یہ ممکن نہیں۔

۷۔جمہوری نظام میں پارلیمنٹ مکمل قانون سازی کی مجاز ہوتی ہے۔جبکہ اہلِ حل وعقد کے نظام میں یہ مجلس صرف اللہ تعالیٰ کے طے کردہ قوانین کی روشنی میں تفصیلات وضع کرتی ہے اور قانون ساز صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہوتی ہے۔